قرآنی تعلیمات میں دینداری کے مختلف پہلو

مؤلف: محمد باقر آخوندی
مترجم: بنت زینب خان

اس مقالہ کا مقصد قرآنی آیات کے ذریعہ دینداری کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنا ہے۔ ایمان اور عمل صالح دینداری کے دو بنیادی پہلو ہیں اور انسان انہیں کے ذریعہ بالقوہ سے بالفعل اور نقص سے کمال تک پہنچتا ہے۔ دین کا نظری پہلو جب انسان کے دل و دماغ کو متاثر کرتا ہے تو ایمان کا ظہور ہوتا ہے اور اسی کی بنیاد پر عمل صالح کی تشکیل ہوتی ہے۔ ایمان اور عمل صالح میں ایک گہرا اور لازم و ملزوم کا تعلق پایا جاتا ہے لیکن ایمان ہمیشہ عمل صالح پر مقدم ہوتا ہے کیونکہ عمل صالح، ایمان کا ثمرہ اور نتیجہ ہوتا ہے۔ اسی گہرے تعلق کی بنیاد پر کہا جاسکتا کہ اگر ایمان ہوگا تو عمل صالح ضرور ہوگا اور عمل صالح بھی صرف اور صرف ایمان کی بدولت ظاہر ہوگا۔ دوسری جانب انسان ایک بااختیار موجود ہے اور اسے حق انتخاب حاصل ہے اور ایمان و عمل صالح کے ذریعہ وہ اپنے آپ کو ترقی کے راستہ پر آگے بڑھا سکتا ہے۔

دینداری کو جانچنے کے لئے مختلف معیاروں کو بروئے کار لایا جاتا ہے اور اس کی مختلف تعریفیں کی جاتی ہیں۔ اگوست کنٹ دینداری کو عقائد، جذبات اور عمل پر مشتمل جانتا ہے۔ امیل دورکیم نے دین کے لئے عقیدہ، منسک اور معاشرتی پہلو بیان کئے ہیں۔ لئو بانے دین کے لئے چار پہلو بیان کئے ہیں: عقیدہ، جذبات، عمل اور سماجی پہلو۔ فوکویامانے بھی دین کے چار پہلو بیان کئے ہیں: شناخت، آئین، عقیدہ اور عبادت[۱]۔ شجاعی زند نے مسلمانوں کی دینداری کو جانچنے کے لئے اسلامی حوالوں کے ذریعہ دین کے پانچ پہلو بیان کئے ہیں: اعتقادات، اخلاقیات، ایمان، عبادات اور شرعیات۔ ان کی نظر میں دینداری کے بھی وہی پانچ پہلو ہوتے ہیں: اعتقاد رکھنا، بااخلاق ہونا، مؤمن ہونا، عبادت گزار ہونا اور متشرع ہونا[۲]۔

۱۔ شجاعی زند، علی رضا، مدلی برای سنجش مراتب دینداری در ایران، جامعہ شناسی ایران، دورہ ششم، ش ۱، ص ۴۲
۲۔ ایضاً، ص ۵۳

خدایاری فرد نے اسلامی منابع کی بنیاد پر مسلمانوں کی دینداری کے لئے چار پہلو بیان کیے ہیں۔ دینی شناخت، دینی یقین، دینی جذبات اور دین پر عمل۔[۱]

یہاں پر یہ سوٴال پیدا ہوتا ہے کہ کیاقرآنی نقطہ نظر سے بھی دین کے وہی پہلو ہیں یا ان میں کچھ فرق پایا جاتا ہے؟ اس مقالہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن مجید میں بیان کئے گئے دین کے مختلف پہلوؤں اور ان حضرات کے ذریعہ بیان کئے گئے دین کے پہلوؤں میں بنیادی فرق پایا جاتا ہے۔ اس مقالہ کے دوسرے حصہ میں آیات قرآنی کے نقطہ نظر سے دین و دینداری کے مختلف پہلوؤں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

دینداری کے مختلف پہلو:

قرآنی نقطہ نظر کے مطابق انسان کے دو پہلو ہوتے ہیں، نفس اور بدن[۲] اور ان دونوں میں فرق ہونے کے باوجود یہ دونوں ایک واحد حقیقت ہیں جس کے دوسرے ہوتے ہیں۔ اس کا ایک سرا متغیر، مادی اور ختم ہونے والا ہے، جب کہ اس کا دوسرا سرا غیر مادی اور ختم نہ ہونے والا ہے۔[۳] انسان کے ان دونوں پہلوؤں ترقی ضروری ہے۔ ان میں سے ہر ایک پہلو کی ترقی دوسرے پہلو کو متاثر کرتی ہے۔ مختلف قرآنی آیتوں کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علم و عمل کے ذریعہ انسان کے ان دونوں پہلوؤں کی ترقی ممکن ہے۔ علم کے ذریعہ نفس اور عمل کے ذریعہ جسم کی ترقی ہوتی ہے[۴] اور آخرکار یہ دونوں مل کر انسانی شخصیت کی تشکیل

۱۔ خدایاری فرد، آمادہ سازی مقیاس دینداری و ارزیابی دینداری اقشار مختلف جامعہ ایران، انتشارات دانشگاہ تہران، تہران، ۱۳۸۸، ص ۴۲

۲۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ (۱۲) ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ (۱۳) ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَـ [illegible] اللَّـهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔ ترجمہ: اور ہم نے انسان کو گیلی مٹی سے پیدا کیا ہے۔ پھر اسے ایک محفوظ جگہ پر نطفہ بنا کر رکھا ہے۔ پھر نطفہ کو علقہ بنایا ہے اور پھر علقہ سے مضغہ پیدا کیا ہے اور پھر مضغہ سے ہڈیاں پیدا کی ہیں اور پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا ہے پھر ہم نے اسے ایک دوسری مخلوق بنادیا ہے تو کس قدر بابرکت ہے وہ خدا جو سب سے بہتر خلق کرنے والا ہے۔ (سورہ موٴمنون، آیات ۱۲-۱۴)

۳۔ حسن زادہ آملی، حسن، عیون مسایل نفس و شرح آن

۴۔ مَن كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّـهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا ۚ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ ۚ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَمَكْرُ أُولَـٰئِكَ هُوَ يَبُورُ۔ ترجمہ: جو شخص بھی عزّت کا طلبگار ہے وہ سمجھ لے کہ عزّت سب پروردگار کے لئے ہے۔ پاکیزہ کلمات اسی کی طرف بلند ہوتے ہیں اور عمل صالح انہیں بلند کرتا ہے اور

کرتے ہیں۔ دوسری طرف دین بھی ایک فطری شے ہے[1] اور انسانی وجود کے ساتھ منطبق ہے۔[2]
سورہ جمعہ کی آیت نمبر ۲[3] اور سورہ بقرہ کی ۱۲۹[4] اور ۱۵۱[5] آیت میں بعثت انبیاء کا اصل مقصد تعلیم و تزکیہ بتایا گیا ہے یعنی دین کا مقصد صرف تعلیم وتربیت یا ایمان و عمل صالح ہے۔ ایمان تصدیق ہے، تصدیق علم ہے، علم نفس انسانی کا کمال ہے، اور اللہ تعالیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے اسے فعلیت حاصل ہوتی ہے۔ قرآنی منطق کی بنیاد پر ایمان و عمل صالح کے ذریعہ انسان مرحلۂ کمال پر پہنچتا ہے۔ قرآن مجید کی ۵۱ آیتوں[6] کے مطالعہ سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے۔ ان سبھی آیتوں میں لفظ "آمنوا" کے فوراً بعد

جو لوگ برائیوں کی تدبیریں کرتے ہیں ان کے لئے شدید عذاب ہے اور ان کا مکر بہر حال ہلاک اور تباہ ہونے والا ہے۔ (سورہ فاطر، آیت ۱۰)

۱۔ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّـهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّـهِ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَـٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ۔ ترجمہ: آپ اپنے رخ کو دین کی طرف رکھیں اور باطل سے کنارہ کش رہیں کہ یہ دین وہ فطرت الٰہی ہے جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے اور خلقت الٰہی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی ہے یقیناً یہی سیدھا اور مستحکم دین ہے مگر لوگوں کی اکثریت اس بات سے بالکل بے خبر ہے۔ (سورہ روم، آیت ۳۰)

۲۔ طباطبائی، سید محمد حسین، المیزان فی تفسیر القرآن، ج ۱۶، ص ۲۶۶؛ مکارم شیرازی، ناصر، تفسیر نمونہ، ج ۱۶، ص ۴۱۸

۳۔ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ۔ ترجمہ: اس خدا نے مکہ والوں میں ایک رسول بھیجا ہے جو ان ہی میں سے تھا کہ ان کے سامنے آیات کی تلاوت کرے، ان کے نفوس کو پاکیزہ بنائے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اگرچہ یہ لوگ بڑی کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا تھے۔ (سورہ جمعہ، آیت ۲)

۴۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ ترجمہ: پروردگار ان کے درمیان ایک رسول کو مبعوث فرما جو ان کے سامنے تیری آیتوں کی تلاوت کرے۔ انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور انکے نفوس کو پاکیزہ بنائے۔ بے شک تو صاحبِ عزّت اور صاحبِ حکمت ہے۔ (سورہ بقرہ، آیت ۱۲۹)

۵۔ كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ۔ ترجمہ: جس طرح ہم نے تمہارے درمیان تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر ہماری آیات کی تلاوت کرتا ہے تمہیں پاک و پاکیزہ بناتا ہے اور تمہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور وہ سب کچھ بتاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔ (سورہ بقرہ، آیت ۱۵۱)

۶۔ سورہ بقرہ: ۲۵، ۲۷۷، ۸۲؛ سورہ آل عمران: ۵۷؛ سورہ نساء: ۵۷، ۱۲۲، ۱۲۴، ۱۷۳؛ سورہ مائدہ: ۹، ۹۳؛ سورہ اعراف: ۴۲؛ سورہ یونس: ۴، ۹؛ سورہ ہود: ۱۱، ۲۳؛ سورہ رعد: ۲۹؛ سورہ ابراہیم: ۲۳؛ سورہ اسراء: ۹؛ سورہ کہف: ۳۰، ۱۰۷؛

”عملوا الصالحات“ آیا ہے جس سے ان دونوں کا تلازم ثابت ہو سکتا ہے۔ مثلاً سورہ فاطر کی دسویں آیت[۱] میں ایمان و عمل صالح کو انسانی رشد و ترقی کا دو اہم عنصر بتایا گیا ہے۔ ”الکلما لطیب“ جس کو ایمان سے تعبیر کیا گیا ہے عمل صالح کو معنی بخشتا ہے اور اسے قابل قبول بناتا ہے اور ”العمل الصالح“ بھی ایمان یا ”الکلم الطیب“ کو اعلیٰ بناتا ہے۔[۲] سورہ طلاق کی آیت نمبر ۱۱ [۳] اور سورہ نور کی آیت نمبر ۵۵[۴] میں ایمان و عمل صالح اس طرح سے ایک دوسرے کے ساتھ ہیں گویا یہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو سکتے

سورہ مریم: ۹۶؛ سورہ طہٰ: ۷۵، ۱۱۲؛ سورہ انبیاء: ۹۴؛ سورہ حج: ۲۳، ۵۰، ۵۶؛ سورہ نور: ۵۵؛ سورہ شعرا: ۲۲۷؛ سورہ عنکبوت: ۷، ۹، ۵۸؛ سورہ روم: ۱۵، ۴۵؛ سورہ لقمان: ۸؛ سورہ سجدہ: ۱۹؛ سورہ سبا: ۴؛ سورہ فاطر: ۷؛ ص: ۲۴؛ سورہ غافر: ۵۸؛ سورہ فصلت: ۸؛ سورہ شورا: ۲۲، ۲۳، ۲۶؛ سورہ جاثیہ: ۲۱؛ سورہ محمد: ۲، ۱۲؛ سورہ فتح: ۲۹؛ سورہ طلاق: ۱۱؛ سورہ انشقاق: ۲۵؛ سورہ بروج: ۱۱؛ سورہ تین: ۶؛ سورہ بینہ: ۷؛ سورہ عصر: ۳

۱۔ مَن كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّـهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا ۚ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ ۚ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَمَكْرُ أُولَـٰئِكَ هُوَ يَبُورُ۔ ترجمہ: جو شخص بھی عزّت کا طلبگار ہے وہ سمجھ لے کہ عزّت سب پروردگار کے لئے ہے۔ پاکیزہ کلمات اسی کی طرف بلند ہوتے ہیں اور عمل صالح انہیں بلند کرتا ہے اور جو لوگ برائیوں کی تدبیریں کرتے ہیں ان کے لئے شدید عذاب ہے اور ان کا مکر بہر حال ہلاک اور تباہ ہونے والا ہے۔

۲۔ المیزان فی تفسیر القرآن، ج ۱۷، ص ۲۹

۳۔ رَّسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّـهِ مُبَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَمَن يُؤْمِن بِاللَّـهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ قَدْ أَحْسَنَ اللَّـهُ لَهُ رِزْقًا۔ ترجمہ: وہ رسول جو اللہ کی واضح آیات کی تلاوت کرتا ہے کہ ایمان اور نیک عمل کرنے والوں کو تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے آئے اور جو خدا پر ایمان رکھے گا اور نیک عمل کرے گا خدا اسے ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان ہی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور اللہ نے انہیں یہ بہترین رزق عطا کیا ہے۔ (سورہ طلاق، آیت ۱۱)

۴۔ وَعَدَ اللَّـهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔ ترجمہ: اللہ نے تم میں سے صاحبان ایمان و عمل صالح سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں روئے زمین میں اسی طرح اپنا خلیفہ بنائے گا جس طرح پہلے والوں کو بنایا ہے اور ان کے لئے اس دین کو غالب بنائے گا جسے ان کے لئے پسندیدہ قرار دیا ہے اور ان کے خوف کو امن سے تبدیل کر دے گا کہ وہ سب صرف میری عبادت کریں گے اور کسی طرح کا شرک نہ کریں گے اور اس کے بعد بھی کوئی کافر ہو جائے تو در حقیقت وہی لوگ فاسق اور بدکردار ہیں۔ (سورہ نور، آیت ۵۵)

ہیں۔دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ ان آیتوں میں ایمان میں عمل صالح کے ساتھ معنی پیدا ہوتا ہے اور عمل صالح بھی ایمان کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔

ان آیتوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دیندار فرد ایمان و عمل صالح کے ذریعہ منزل کمال تک پہنچتا ہے۔جب دین کا نظری پہلو اس کے دل و دماغ پر اثرانداز ہوتا ہے تو نفس انسانی رشد و ترقی کرتا ہے اور ایمان ظاہر ہوتا ہے اور اس کی بنیاد پر عمل صالح کا ظہور ہوتا ہے یعنی عمل صالح ایمان کا ثمرہ اور پھل ہے لہٰذا اگرچہ عمل صالح اور ایمان کے مابین دو طرفہ تعلق ہوتا ہے لیکن ایمان ہمیشہ عمل صالح پر مقدم ہوتا ہے۔اگر فرد میں ایمان پیدا ہو جاتا ہے تو گویا اس نے تکامل کے ایک اہم حصہ کو طے کر لیا ہے اور یقیناً وہ عمل صالح انجام دیگا۔دوسری طرف عمل صالح بھی صرف ایمان کی وجہ سے ظاہر ہوتا ہے۔

اگر اقدار اور دینی اعتقادات اس طرح دل و دماغ پر اثرانداز ہوں کہ اس کی ذات کا حصہ بن جائیں اور انسان ان کے سامنے سر تسلیم خم کر لے تو ایمان کی تشکیل ہوتی ہے اور اس کے فوراً بعد عمل صالح کا ظہور ہوتا ہے۔جو شے عمل صالح کی ضمانت دیتی ہے وہی ایمان ہے جو انسان کے وجود پر اثرانداز ہو چکا ہے۔[۱]

حضرت علیؑ نے دین کی جو تعریف پیش کی ہے اس میں بھی اسی بات کی طرف اشارہ ملتا ہے۔آپ ارشاد فرماتے ہیں: اسلام یعنی تسلیم ہونا اور تسلیم ہونا یقین ہے اور یقین تصدیق ہے اور تصدیق اقرار ہے اور اقرار ادا ہے اور ادا عمل ہے اور مؤمن کا ایمان اس کے عمل سے ظاہر ہوتا ہے۔[۲]

دین کی طرح دینداری کے بھی دو پہلو ہوتے ہیں۔ایمان اور عمل صالح۔دین صرف انسان کی تعلیم و تربیت کے لئے ہے لہٰذا دین دیندار سے جدا نہیں ہے اور ان کے درمیان برابر کا تعلق پایا جاتا ہے۔ایمان کے ذریعہ عمل صالح کا ظہور ہوتا ہے اور عمل صالح ایمان کو تقویت پہنچاتا ہے۔قرآن کریم میں ۶۷[۳] بار لفظ مؤمن کا ذکر ہوا ہے اور اس مقالہ میں اسی مؤمن کے بارے میں گفتگو ہوئی ہے۔

۱۔ تفسیر نمونہ، ج ا، ص ۱۴۲

۲۔ المیزان فی تفسیر القرآن، ج ۳، ص ۱۸۹

۳۔سورہ بقرہ: ۹۱، ۹۳، ۲۲۱، ۲۴۷؛ سورہ آل عمران: ۴۹، ۱۳۹، ۱۷۵؛ سورہ نساء: ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۱۲۴ سورہ مائدہ: ۲۳، ۵۷، ۱۱۲؛ سورہ انعام: ۱۱۸؛ سورہ اعراف: ۸۵؛ سورہ انفال: ۱؛ سورہ توبہ: ۱۰، ۱۳، ۱۴، ۶۲؛ سورہ یونس: ۹۹؛ سورہ ہود: ۸۶؛ سورہ نور: ۱۷؛ سورہ شعراء: ۳، ۸، ۶۷، ۱۰۳، ۱۳۹، ۱۵۷، ۱۷۴، ۱۹۰، ۱۹۹؛ سورہ سبا: ۳۱، ۴۱؛ سورہ صافات: ۲۹؛ سورہ حدید: ۸؛ سورہ کہف: ۸۰؛ سورہ اعراف: ۷۵؛ سورہ دخان: ۲۵؛ سورہ ممتحنہ: ۱۰، ۱۱؛ سورہ احزاب: ۳۶؛

ایمان دینداری کا پہلا پہلو

ایمان کا مطلب اطمینان خاطر کے ساتھ تسلیم ہونا ہے۔[1] طبرسی بھی کہتے ہیں کہ علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایمان تصدیق کے معنی میں ہے۔[2] تفسیر المیزان میں بھی اطمینان خاطر کے ساتھ تصدیق کو ایمان بتایا گیا ہے۔[3] راغب اصفہانی نے بھی اطمینان خاطر کے ساتھ تصدیق کو ایمان بتایا ہے۔[4] قرآن میں بھی ایمان پر زیادہ تاکید کی گئی ہے نہ کہ اعتقاد و یقین پر۔[5] قرآنی آیتوں اور روایات کے مطابق ایمان کی سب سے بہتر تعریف تسلیم ہونا یا تصدیق کرنا ہے کیونکہ قرآن مجید ایسے لوگوں کو کافر مانتا ہے جو اعتقاد تو رکھتے ہیں لیکن تصدیق نہیں کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر قوم فرعون کو یہ یقین تھا کہ موسی کا معجزہ اللہ تعالی کی جانب سے ہے لیکن انہوں نے اس بات کا اقرار نہیں کیا۔[6] سورہ اسرا کی آیت نمبر ۱۰۲ میں[7] بھی اس بات پر تاکید کی گئی ہے کہ فرعون کو یقین تھا کہ یہ نشانیاں اللہ تعالی کی جانب سے ہیں لیکن وہ تسلیم نہیں ہوتا تھا۔ شیطان بھی اللہ پر یقین رکھتا تھا اور کہتا تھا خَلَقتَنی من نّار...[8] یا شیطان خدا کو اپنا رب مانتا تھا کہ

سورہ فتح: ۲۵؛ سورہ تحریم: ۵؛ سورہ طہ: ۷۵، ۱۱۲؛ سورہ سجدہ: ۱۸؛ سورہ نوح: ۲۸؛ سورہ نحل: ۹۷؛ سورہ اسراء: ۱۹؛ سورہ انبیاء: ۹۴؛ سورہ غافر: ۲۸، ۴۰؛ سورہ تغابن: ۲

۱۔ قرشی، سید علی اکبر، واژہ شناسی قرآن، دار الکتب اسلامیہ، ج ۱، ص ۱۲۵

۲۔ طبرسی، فضل بن حسن، مجمع البیان فی تفسیر القرآن، ج ۱، ص ۱۲۵

۳۔ المیزان فی تفسیر القرآن، ج ۱، ص ۴۷

۴۔ راغب اصفہانی، حسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، ص ۹۰

۵۔ واژہ شناسی قرآن، ج ۱، ص ۱۲۵

۶۔ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ۚ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ۔ ترجمہ: ان لوگوں نے ظلم اور غرور کے جذبہ کی بنائ پر انکار کردیا تھا ورنہ ان کے دل کو بالکل یقین تھا پھر دیکھو کہ ایسے مفسدین کا انجام کیا ہوتا ہے۔ (سورہ نمل، آیت ۱۴)

۷۔ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنزَلَ هَٰؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ بَصَائِرَ وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا فِرْعَوْنُ مَثْبُورًا۔ ترجمہ: موسیٰ نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ سب معجزات آسمان و زمین کے مالک نے بصیرت کا سامان بنا کر نازل کئے ہیں اور اے فرعون میں خیال کر رہا ہوں کہ تیری شامت آگئی ہے۔ (سورہ اسراء، آیت ۱۰۲)

۸۔ قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ ۖ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ۔ ترجمہ: ارشاد ہوا کہ تجھے کس چیز نے روکا تھا کہ تو نے میرے حکم کے بعد بھی سجدہ نہیں کیا۔ اس نے کہا کہ میں ان سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور انہیں خاک سے بنایا ہے۔ (سورہ اعراف، آیت ۱۲)

رب بما اغویتنی [۱]۔ اسے معاد کا بھی یقین تھا انظرنی الی یوم یبعثون [۲]۔ وہ انبیا پر بھی اعتقاد رکھتا تھا اور جانتا تھا کہ عباد اللہ المخلصین کو فریب نہیں دے سکتا۔ [۳] لیکن ان ساری باتوں کو ماننے کے باوجود أَبَىٰ وَٱسۡتَكۡبَرَ وَكَانَ مِنَ ٱلۡكَـٰفِرِينَ [۴]۔ اس آیت کے مطابق اللہ تعالی نے شیطان کو عقیدہ اور یقین نہ رکھنے کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم نہ کرنے کی بنیاد پر کافر کہا ہے۔

ظہور اسلام کے وقت بہت سے اہل کتاب بھی پیغمبر اکرمؐ پر یقین رکھتے تھے اور انہیں اپنے فرزند کی طرح پہنچانتے تھے [۵] لیکن آپ کی رسالت کو چھپاتے تھے اور اپنے عقیدہ و یقین کی وجہ سے رسول خداؐ کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرتے تھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایمان کا مطلب اعتقاد یا یقین کے معنی میں نہیں ہے بلکہ مؤمن وہ ہے جو اللہ تعالی کے ارادہ کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہو اور اس کی بنیاد پر عمل کرے۔ اس کے علاوہ سورہ نساء کی آیت نمبر ۱۳۷ [۶] اور سورہ منافقون کی آیت نمبر ۳ [۷] کی بنیاد پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ

۱۔ قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ۔ ترجمہ: اس نے کہا کہ پروردگار جس طرح تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں ان بندوں کے لئے زمین میں ساز و سامان آراستہ کروں گا اور سب کو اکٹھا گمراہ کروں گا۔ (سورہ حجر، آیت ۳۹)

۲۔ قَالَ أَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ۔ ترجمہ: اس نے کہا کہ پھر مجھے قیامت تک کی مہلت دے دے۔ (سورہ اعراف، آیت ۱۴)

۳۔ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ۔ ترجمہ: علاوہ تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے خالص بنالیا ہے۔ (سورہ حجر، آیت ۴۰)

۴۔ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ۔ ترجمہ: اور یاد کرو وہ موقع جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کے لئے سجدہ کرو تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کر لیا. اس نے انکار اور غرور سے کام لیا اور کافرین میں ہو گیا۔ (سورہ بقرہ، آیت ۳۴)

۵۔ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ۔ ترجمہ: جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ رسول کو بھی اپنی اولاد کی طرح پہچانتے ہیں۔ بس ان کا ایک گروہ ہے جو حق کو دیدہ و دانستہ چھپا رہا ہے۔ (سورہ بقرہ، آیت ۱۴۶)

۶۔ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا۔ ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور پھر کفر اختیار کر لیا پھر ایمان لے آئے اور پھر کافر ہو گئے اور پھر کفر میں شدید و مزید ہو گئے تو خدا ہرگز انہیں معاف نہیں کر سکتا اور نہ سیدھے راستے کی ہدایت دے سکتا ہے۔

۷۔ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ۔ ترجمہ: یہ اس لئے ہے کہ یہ پہلے ایمان لائے پھر کافر ہو گئے تو ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی تو اب کچھ نہیں سمجھ رہے ہیں۔

کہ مؤمنوں میں پہلے اعتقاد و یقین پیدا ہوا، پھر ان کا یہ اعتقاد و یقین ختم ہو گیا، دوبارہ اعتقاد و یقین پیدا ہوا اور پھر یہ یقین و ایمان ختم ہو گیا اور وہ کافر ہو گئے بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ ان لوگوں نے ابتدا میں اللہ تعالی کے سامنے سر تسلیم خم کیا، پھر حالت تسلیم سے خارج ہوئے، پھر تسلیم ہوئے اور پھر حالت تسلیم سے خارج ہوئے اور کافر ہو گئے۔[1]

دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ ایمان ایک سیال شئے ہے جب کہ یقین ایسا نہیں ہے۔اسی وجہ سے ایمان یقین کے بعد پیدا ہوتا ہے اور یقین ایمان کا مقدمہ ہے اور جو لوگ اعتقاد کے بعد اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں وہ لوگ مؤمن ہیں ورنہ کافر یا منافق ہوں گے۔[2] اس بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ ایمان رکھنے والا شخص مؤمن ہوتا ہے اور صرف دین کا علم رکھنے یا اس پر یقین رکھنے سے شخص مؤمن نہیں ہوتا ہے۔ ایمان علم و یقین کے بعد پیدا ہوتا ہے لہٰذا مؤمن کے پاس علم و یقین کے علاوہ ایمان بھی ہوتا ہے اور ہر حال میں اوامر الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے اور اس پر اطمینان رکھتا ہے۔[3] سورہ فتح کی چوتھی آیت[4] کے مطابق سکینہ یعنی تسکین یا اطمینان خاطر اور سکون ایمان کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔سکینہ مادہ سکون سے بنا ہے جس کا مطلب ہے سکون اور اطمینان خاطر اور ہر طرح کی شک و تردید و خوف کا انسان سے دور ہونا اور حوادث و مشکلات کے سامنے انسان کا ثابت قدم رہنا۔[5] اسی وجہ سے بعض روایتوں میں سکینہ کو ایمان سے تعبیر کیا گیا ہے۔[6] سورہ نور کی آیت نمبر ۵۱ کے مطابق مؤمنین اس طرح سے اوامر الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم

۴۔ واژہ شناسی قرآن، ج ۱، ص ۱۲۷

۲۔ ایضاً

۳۔ قُلْ آمِنُوا بِهِ أَوْ لَا تُؤْمِنُوا إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِن قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَيَقُولُونَ سُبْحَانَ رَبِّنَا إِن كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا۔ ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ تم ایمان لاؤ یا نہ لاؤ جن کو اس کے پہلے علم دے دیا گیا ہے ان پر تلاوت ہوتی ہے تو منہ کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ ہمارا رب پاک و پاکیزہ ہے اور اس کا وعدہ یقینا پورا ہونے والا ہے۔اور وہ منہ کے بل گر پڑتے ہیں روتے ہیں اور وہ قرآن ان کے خشوع میں اضافہ کر دیتا ہے۔ (سورہ اسراء، ۱۰۷-۱۰۹)

۴۔ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ

۵۔ المیزان فی تفسیر القرآن، ج ۱۸، ص ۳۸۷

۶۔ بحرانی، سید ہاشم، البرہان فی تفسیر القرآن، ج ۲، ص ۱۱۴

کئے ہیں کہ ندائے الٰہی کے سنتے ہی یا خدا اور رسول کے فیصلہ سے مطلع ہوتے ہی بغیر چون وچرا کے کہتے ہیں: ہم نے سن لیا اور اطاعت کی۔ آیت میں لفظ انما حصر پر دلالت کرتا ہے یعنی مؤمنین کی زبان پر ندائے الٰہی یا اللہ و رسول کے فیصلے کو سنتے وقت صرف یہی دو لفظ ہوتا ہے اور اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا ہے۔[1]

اگر ایمان سے متعلق قرآنی آیتوں کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کی حقیقت صرف سمعنا اور اطعنا ہے۔ اور آیت کے آخری حصہ وَ أُولٰئِكَ هُمُ الْمُفلِحُون کے مطابق، اللہ تعالی اور رسولؐ کی ندا کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے نتیجہ میں ہی وہ حقیقی رستگار ہونگیں اور سورہ یونس کی نویں آیت[2] کے مطابق وہ لوگ ایمان کی طرف ہدایت کئے جائیں گے۔ ایمان کی طرف ہدایت کا مطلب ہے کہ ان کا ایمان اور مضبوط ہوگا۔[3]

ایمان اور علم

قرآنی آیتوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ایمان صرف علم کا نام نہیں ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ہے کیونکہ قرآن کریم ایسے لوگوں کے بارے میں خبر دیتا ہے جو علم کے باوجود کفر و ارتداد میں مبتلا ہوگئے۔[4] ان

۱۔ تفسیر نمونہ، ج ۱۴، ص ۵۲۲

۲۔ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُم بِإِيمَانِهِمْ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ۔ ترجمہ: بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے خدا ان کے ایمان کی بنا پر اس منزل کی طرف ان کی رہنمائی کرے گا جہاں نعمتوں کے باغات کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔

۳۔ تفسیر نمونہ، ج ۸، ص ۲۳۹

۴۔ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ۔ ترجمہ: بیشک جو لوگ ہدایت کے واضح ہوجانے کے بعد الٹے پاؤں پلٹ گئے شیطان نے ان کی خواہشات کو آراستہ کردیا ہے اور انہیں خوب ڈھیل دے دی ہے۔ (سورہ محمد، آیت ۲۵)

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ۔ ترجمہ: بیشک جن لوگوں نے کفر اختیار کرلیا اور لوگوں کو خدا کی راہ سے روکا اور ہدایت کے واضح ہوجانے کے بعد بھی پیغمبر سے جھگڑا کیا وہ اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں اور اللہ عنقریب ان کے اعمال کو بالکل برباد کردے گا۔ (سورہ محمد، آیت ۳۲)

آیتوں میں کفر، ارتداد، جحود اور ضلالت علم کے ساتھ آیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ ان آیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز کے حق ہونے کے بارے میں علم رکھنا، حصول ایمان کے لئے کافی نہیں ہے اور اس علم کے مالک شخص کو مؤمن نہیں کہا جاسکتا ہے لیکن اگر وہ اپنے علم پر التزام کرے تو اس صورت میں اسے مؤمن کہا جاسکتا ہے۔ یعنی اگر کسی کو اس بات کا علم ہے کہ کوئی خدا ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے اور وہ اپنے علم پر التزام بھی رکھتا ہے تو اسے مؤمن کہا جائے گا لیکن اگر اسے علم ہے لیکن التزام نہیں ہے تو ایسے شخص کو عالم کہا جائے گا مؤمن نہیں۔[1] ایمان کے مقابلہ میں کفر آتا ہے لہٰذا وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوا فَمِنْهُمْ مَنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَنْ كَفَرَ[2] جیسی آیتوں میں کفر کا مطلب علم رکھنے کے بعد کافر ہونا یا سر تسلیم خم نہ کرنا ہے۔ حق کے واضح ہونے کے بعد جو اس کے سامنے سر تسلیم خم کرے گا وہ مؤمن اور جو اسے چھپائے گا اسے کافر کہا جائے گا۔ قرآنی آیتوں کے مطابق ایمان و کفر کی بنیاد پر ہی جنت و جہنم کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ اس نکتہ کی طرف توجہ دینا بھی ضروری ہے کہ ایمان اور سر تسلیم خم کرنا بھی علم و یقین کے بعد ہی ممکن ہے جیسا کہ سورہ اسرا کی آیت ۱۰۷-۱۰۹ میں آیا ہے۔ مضبوط ایمان علم کے سائے میں ہی ممکن ہے اور اس سے بالاتر مراحل میں علم ایمان سے مدد لیتا ہے۔ حقیقت میں یہ عالم افراد ہیں جو نہ صرف اللہ تعالی پر ایمان لے آتے ہیں بلکہ آیات الٰہی کے سامنے ہر لحہ ان کے خضوع و خشوع میں اضافہ ہوتا ہے۔

وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ۚ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ۔ ترجمہ: ان لوگوں نے ظلم اور غرور کے جذبہ کی بنائ پر انکار کر دیا تھا ورنہ ان کے دل کو بالکل یقین تھا پھر دیکھو کہ ایسے مفسدین کا انجام کیا ہوتا ہے۔ (سورہ نمل، آیت ۱۴)

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَـٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّـهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّـهِ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ۔ ترجمہ: کیا آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش ہی کو خدا بنالیا ہے اور خدا نے اسی حالت کو دیکھ کر اسے گمراہی میں چھوڑ دیا ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر لگادی ہے اور اس کی آنکھ پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور خدا کے بعد کون ہدایت کر سکتا ہے کیا تم اتنا بھی غور نہیں کرتے ہو۔ (سورہ جاثیہ، آیت ۲۳)

۱۔ المیزان فی تفسیر القرآن، ج ۱۸، ص ۳۹۰

۲۔ سورہ بقرہ، آیت ۲۵۳

ایمان واسلام

قرآنی نقطہ نظر سے مسلمان اور مؤمن میں فرق ہوتا ہے[۱]۔ سورہ حجرات کی آیت نمبر چودہ اور پندرہ میں یہ فرق واضح طور بیان کیا گیا ہے[۲]۔ اس سورہ میں کچھ اعراب کا واقعہ بیان کیا گیاہے جو رسول خداؐ کی خدمت میں آئے اور خود کو مؤمن بتلایا۔ قرآن پیغمبر اسلامؐ کو خطاب کرتے ہوئے ان کے جواب میں فرماتا ہے کہ: ان سے کہو کہ تم ایمان نہیں لائے ہو بلکہ اسلام لائے ہو۔ اس آیت میں جس اسلام کا ذکر ہوا ہے وہ زبان واعضا وجوارح سے قائم ہوتا ہے، جب کوئی شخص اسلام کا اقرار کرتا ہے اور شہادتین زبان پر جاری کرتا ہے اور اوامر الٰہی کو انجام دیتا ہے چاہے وہ تہ دل سے اس کی حقانیت پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ اس طرح کے مسلمان ہونے کا اثر اسلامی معاشرہ میں یہ ہوگا اس شخص کا جان و مال محترم ہے، اس سے شادی جائز ہے اور وہ دوسرے مسلمانوں سے میراث پاتا ہے اور دوسرے بھی اس سے میراث پاتے ہیں۔[۳]

۱۔ إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا۔ ترجمہ: بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور اطاعت گزار مرد اور اطاعت گزار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صابر مرد اور صابر عورتیں اور فروتنی کرنے والے مرد اور فروتنی کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی عفّت کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں اور خدا کا بکثرت ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں. اللہ نے ان سب کے لئے مغفرت اور عظیم اجر مہّیا کر رکھا ہے۔ (سورہ احزاب، آیت ۳۵)

۲۔ قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا ۖ قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلَٰكِن قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُم مِّنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٤﴾ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ۔ ترجمہ: یہ بدو عرب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں تو آپ کہہ دیجئے کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ یہ کہو کہ اسلام لائے ہیں کہ ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ہے اور اگر تم اللہ اور رسول کی اطاعت کروگے تو وہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا کہ وہ بڑا غفور اور رحیم ہے۔ صاحبان ایمان صرف وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے اور پھر کبھی شک نہیں کیا اور اس کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد بھی کیا درحقیقت یہی لوگ اپنے دعوٰیٔ ایمان میں سچّے ہیں۔

۳۔ المیزان فی تفسیر القرآن، ج۱۸، ص ۴۹۴

اسلام کا مطلب ہے اپنے افعال کو دین کے ڈھانچے میں ڈھالنا مثلاً کلمہ شہادتین پڑھنا لیکن اس کے برخلاف ایمان تسلیم قلبی کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے جس کا اثر فرد کے افعال سے ظاہر ہوتا ہے۔ سورہ حجرات کی پندرہویں آیت[۱] کے مطابق وہ شخص مؤمن ہے جس کے قلب میں دین داخل ہو چکا ہے اور وہ اپنے علم و یقین کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ سر تسلیم خم کرنا عمل کے ہمراہ بلکہ عین عمل ہوتا ہے۔ ثم لم یرتابو سے پتہ چلتا ہے کہ مؤمن کبھی اپنے ایمان کی حقانیت پر شک و تردید نہیں کرتا ہے اور اپنے ایمان پر ثابت قدم رہتا ہے۔[۲]

دوسری طرف ممکن ہے انسان مادی منافع کی وجہ سے مسلمان ہو جائے لیکن ایمان ہمیشہ معنوی دلائل کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے[۳] اور علم و آگاہی سے منشعب ہوتا ہے۔[۴] بعض روایتوں میں اسلام کو اقرار لفظی اور ایمان کو عمل کے ساتھ اقرار سے تعبیر کیا گیا ہے۔[۵] اسلام فرد کے کردار سے ظاہر ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے دل میں اس کی تصدیق نہ ہو اور فرد صرف ظاہری طور بعض اعمال کو بجالا رہا ہو جو اسلام کی علامت ہیں اور وہ ان کے بارے کوئی شناخت نہیں رکھتا ہے اور قلباً انہیں تسلیم نہیں کرتا ہے۔ اس کے برخلاف ایمان علم و یقین کے بعد کا مرحلہ ہے جب فرد علم و یقین کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے اور اسے مکمل اطمینان ہوتا ہے۔[۶]

ایمان کے کچھ سماجی اثرات مرتب ہوتے ہیں جو اسلام لانے پر مرتب نہیں ہوتے ہیں، جیسے:

۱. ایک دوسرے سے دوستانہ تعلقات میں اضافہ: وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۔ ترجمہ: اور جو کچھ انہیں دیا گیا ہے اپنے دلوں

۱۔ اِنَّمَا الْمُومِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللّٰه

۲۔ المیزان فی تفسیر القرآن، ج ۱۸، ۴۹۴

۳۔ پیغمبر اسلامؐ فرماتے ہیں: الاسلام علانیہ والایمان فی القلب، اسلام علانیہ ہوتا ہے لیکن ایمان دل میں ہوتا ہے۔

۵۔ امام صادقؑ فرماتے ہیں: اسلام لانے سے انسان کا خون محفوظ ہوتا ہے، ادائے امانت لازم ہے اور اس سے شادی جائز ہو جاتی ہے لیکن ثواب ایمان پر ملتا ہے۔

۵۔ الایمان اقرار و عمل والاسلام اقرار بلا عمل

۶۔ تفسیر نمونہ، ج ۲۲، ص ۲۱۰-۲۱۴

میں اس کی طرف سے کوئی ضرورت نہیں محسوس کرتے ہیں اور اپنے نفس پر دوسروں کو مقدم کرتے ہیں چاہے انہیں کتنی ہی ضرورت کیوں نہ ہو۔[۱]

۲. شخصیت کا استحکام: هُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَّعَ إِيمَانِهِمْ۔ ترجمہ: وہی خدا ہے جس نے مومنین کے دلوں میں سکون نازل کیا ہے تاکہ ان کے ایمان میں مزید اضافہ ہو جائے۔[۲]

۳. فرد اور معاشرہ میں احساس تحفظ: يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنتُمْ تَحْزَنُونَ۔ الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ۔ ترجمہ: میرے بندو آج تمہارے لئے نہ خوف ہے اور نہ تم پر حزن وملال طاری ہوگا۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہماری نشانیوں پر ایمان قبول کیا ہے اور ہمارے اطاعت گزار ہوگئے ہیں۔[۳]

۴. قومی اور تہذیبی رشتوں میں مضبوطی: وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ ترجمہ: اور جن لوگوں نے دار الہجرت اور ایمان کو ان سے پہلے اختیار کیا تھا وہ ہجرت کرنے والوں کو دوست رکھتے ہیں اور جو کچھ انہیں دیا گیا ہے اپنے دلوں میں اس کی طرف سے کوئی ضرورت نہیں محسوس کرتے ہیں اور اپنے نفس پر دوسروں کو مقدم کرتے ہیں چاہے انہیں کتنی ہی ضرورت کیوں نہ ہو.... اور جسے بھی اس کے نفس کی حرص سے بچالیا جائے وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔[۴]

۵. شناخت میں اضافہ: وَمَن يُؤْمِن بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ۔ ترجمہ: اور جو صاحبِ ایمان ہوتا ہے خدا اس کے دل کی ہدایت کر دیتا ہے۔[۵]

۱۔ سورہ حشر، آیت ۹
۲۔ سورہ فتح، آیت ۴
۳۔ سورہ زخرف، آیت ۶۹
۴۔ سورہ حشر، آیت ۹
۵۔ سورہ تغابن، آیت ۱۱

۶. سختیوں اور پریشانیوں کے مقابلہ میں حوصلہ افزائی: مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ۔ ترجمہ: کوئی مصیبت نازل نہیں ہوتی ہے مگر خدا کی اجازت سے۔[1]

۷. تہذیبی بقا کے اسباب فراہم کرنا: مَا آمَنَتْ قَبْلَهُم مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ۔ ترجمہ: ان سے پہلے ہم نے جن بستیوں کو سرکشی کی بنا پر تباہ کرڈالا وہ تو ایمان لائے نہیں یہ کیا ایمان لائیں گے۔[2]

۸. سماجی تعلقات میں تمایز کے اسباب فراہم کرنا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَإِذَا قِيلَ انشُزُوا فَانشُزُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ۔ ترجمہ: ایمان والو جب تم سے مجلس میں وسعت پیدا کرنے کے لئے کہا جائے تو دوسروں کو جگہ دیدو تاکہ خدا تمہیں جنّت میں وسعت دے سکے اور جب تم سے کہا جائے کہ اُٹھ جاؤ تو اُٹھ جاؤ کہ خدا صاحبان ایمان اور جن کو علم دیا گیا ہے ان کے درجات کو بلند کرنا چاہتا ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔[3]

۹. گناہ اور انحراف کے مواقع ختم کرنا: قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ ۗ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ ترجمہ: کہہ دیجئے کہ اے میرے ایماندار بندو! اپنے پروردگار سے ڈرو. جو لوگ اس دار دنیا میں نیکی کرتے ہیں ان کے لئے نیکی ہے اور اللہ کی زمین بہت وسیع ہے بس صبر کرنے والے ہی وہ ہیں جن کو بے حساب اجر دیا جاتا ہے۔[4]

ایک بات قابل غور ہے کہ اسلام و ایمان کا فرق اسی وقت سامنے آئے گا جب ان دونوں لفظ کو ایک دوسرے کے مقابلہ میں استعمال کیا جائے لیکن اگر یہ دونوں لفظ ایک ساتھ استعمال ہوتے ہیں تو ممکن ہے کہ

۱۔ سورہ تغابن، آیت ۱۱
۲۔ سورہ انبیاء، آیت ۶
۳۔ سورہ مجادلہ، ۱۱
۴۔ قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ ۗ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ ۔(سورہ زمر، آیت ۱۰)

اسلام ایمان کی جگہ پر استعمال ہو۔ اسی وجہ سے بہت سی آیتوں[1] میں ایمان اسلام کے معنی میں اور اسلام ان دونوں کی جگہ استعمال ہوتا ہے۔[2]

عمل صالح: دینداری کا دوسرا پہلو

عمل اور فعل میں فرق: قرآن کریم میں لفظ عمل اور فعل الگ الگ معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ عمل اور فعل میں قرآنی نقطہ نظر سے یہ فرق ہے کہ عمل فکر و اختیار یعنی علم و شناخت کے ساتھ انجام پاتا ہے جب کہ یہ ممکن ہے کہ فعل عقل و اختیار کے ساتھ انجام نہ پائے۔ دوسری طرف فعل انسان اور دوسرے موجودات کے لئے استعمال ہو سکتا ہے جب کہ عمل صرف انسان کے لئے استعمال ہوا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ عمل قصد و نیت اور ارادہ کے ساتھ انجام پاتا ہے جب کہ فعل ممکن ہے قصد و نیت کے ساتھ انجام نہ پائے[3] یعنی عمل معرفت، مرضی اور اختیار کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

۱۔ فَقَالُوا أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُونَ۔ ترجمہ: تو ان لوگوں نے کہہ دیا کہ کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں جب کہ ان کی قوم خود ہماری پرستش کر رہی ہے۔ (سورہ مؤمنون، ۴۷)

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَكِن لَّا يَعْلَمُونَ۔ ترجمہ: جب ان سے کہا جاتا ہے کہ دوسرے مومنین کی طرح ایمان لے آؤ تو کہتے ہیں کہ ہم بے وقوفوں کی طرح ایمان اختیار کر لیں حالانکہ اصل میں یہی بے وقوف ہیں اور انہیں اس کی واقفیت بھی نہیں ہے۔ (سورہ بقرہ، آیت ۱۳)

وَقُلْ آمَنتُ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِن كِتَابٍ۔ ترجمہ: اور یہ کہیں کہ میرا ایمان اس کتاب پر ہے جو خدا نے نازل کی ہے۔ (سورہ شوری، آیت ۱۵)

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ۔ ترجمہ: کیا تم کتاب کے ایک حصّہ پر ایمان رکھتے ہو اور ایک کا انکار کر دیتے ہو۔ (سورہ بقرہ، آیت ۸۵)

آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ۔ ترجمہ: اس پر ایمان لائے ہیں اور آپ گواہ رہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ (سورہ آل عمران، آیت ۵۲)

وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا۔ ترجمہ: اور اس ہجوم نے ان کے ایمان اور جذبہ تسلیم میں مزید اضافہ ہی کر دیا۔ (سورہ احزاب، ۲۲)

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔ ترجمہ: بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں۔ (سورہ احزاب، آیت ۳۵)

۲۔ واژہ شناسی قرآن، ج ۳، ص ۳۰۱

۳۔ واژہ شناسی قرآن، ج ۵، ص ۴۵، المفردات فی غریب القرآن، ج ۱، ص ۵۸۷

سورہ ہود کی ۴۶ آیت میں حضرت نوح کے بیٹے کو عمل غیر صالح کہا گیا ہے[۱] جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شناخت، فکر اور ارادہ کے ہمراہ انجام پانے والے اعمال، انسان کی حقیقت کی تشکیل کرتے ہیں۔ سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۶۳[۲]، سورہ نجم کی آیت نمبر ۳۹[۳]، سورہ مدثر کی آیت نمبر ۳۸[۴]، سورہ نور کی آیت نمبر ۳۹[۵]، سورہ نباء کی آیت نمبر ۲۶[۶]، سورہ زمر کی آیت نمبر ۹[۷]، سورہ انعام کی آیت نمبر ۱۰۸[۸] اور سورہ کہف کی آیت نمبر ۳۰[۹] میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ سورہ جاثیہ کی آیت نمبر ۲۹ اللہ تعالی اس

۱۔ انہ عمل غیر صالح
۲۔ هُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ اللَّـهِ ۗ وَاللَّـهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ۔ ترجمہ: سب کے پیش پروردگار درجات ہیں اور خدا سب کے اعمال سے باخبر ہے۔
۳۔ وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ۔ تر[illegible]اہی ہے جتنی اس نے کوشش کی ہے۔
۴۔ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ۔ ترجمہ: ہر نفس اپنے اعمال میں گرفتار ہے۔
۵۔ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُ [illegible] فَوَفَّاهُ حِسَابَهُ ۗ وَاللَّـهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ۔ ترجمہ: اور جن لوگوں نے کفر اختیار کرلیا ان کے اعمال اس ریت کے مانند ہیں جو چٹیل میدان میں ہو اور پیاسا اسے دیکھ کر پانی تصور کرے اور جب اس کے قریب پہنچے تو کچھ نہ پائے بلکہ اس خدا کو پائے جو اس کا پورا پورا حساب کردے کہ اللہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔
۶۔ جَزَاءً وِفَاقًا۔ ترجمہ: یہ ان کے اعمال کا مکمل بدلہ ہے۔
۷۔ أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ۔ ترجمہ: کیا وہ شخص جو رات کی گھڑیوں میں سجدہ اور قیام کی حالت میں خدا کی عبادت کرتا ہے اور آخرت کا خوف رکھتا ہے اور اپنے پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہے .... کہہ دیجئے کہ کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں ان کے برابر ہو جائیں گے جو نہیں جانتے ہیں۔ اس بات سے نصیحت صرف صاحبانِ عقل حاصل کرتے ہیں۔
۸۔ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّـهِ فَيَسُبُّوا اللَّـهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ كَذَٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِم مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ ترجمہ: اور خبردار تم لوگ انہیں برا بھلا نہ کہو جن کو یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہیں کہ اس طرح یہ دشمنی میں بغیر سمجھے بوجھے خدا کو برا بھلا کہیں گے ہم نے اسی طرح ہر قوم کے لئے اس کے عمل کو آراستہ کردیا ہے اس کے بعد سب کی بازگشت پروردگار ہی کی بارگاہ میں ہے اور وہی سب کو ان کے اعمال کے بارے میں باخبر کرے گا۔
۹۔ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا۔ ترجمہ: یقینا جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک اعمال کئے ہم ان لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے ہیں جو اچھے اعمال انجام دیتے ہیں۔

نکتہ پر تاکید کرتا ہے کہ ہم تمہارے اعمال کو برابر لکھوار ہے تھے '... اور سورہ زلزال کی آیت نمبر آٹھ میں ارشاد ہوتا ہے وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ۔ ترجمہ: اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہے وہ اسے دیکھے گا۔ ان ساری آیتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے عمل ہی انسانی حقیقت ہے۔

عمل صالح

عمل صالح ایک ایسا اچھا عمل ہے جسے قربت الی اللہ انجام دیا جائے۔ قرآن مجید میں پچاس سے زائد مقامات پر آمنو و عملوا الصالحات کا ذکر ایک ساتھ ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی نقطہ نظر سے عمل اسی وقت حایز اہمیت الٰہی ہوگا جب وہ اللہ پر ایمان کے ساتھ انجام پائے[۲] لہٰذا ایمان کے ساتھ ساتھ ہر اچھا کام جو عدل و انصاف کے موازین کے ساتھ اور رضای الٰہی کے لئے انجام پائے اسے الصالحات میں شامل کیا جا سکتا ہے چاہے وہ شرع کی طرف سے معین کیا گیا ہو جیسے عبادات و شرعیات یا معین نہ کیا گیا ہو[۳]۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ کسی بھی کام کی روح اور اصل ایمان ہے اور عمل صالح اس کے ساتھ (نہ کہ اس کے بغیر) حقیقت کا جامہ پہنتا ہے یعنی قرآنی نقطہ نظر سے بغیر ایمان کے عمل صالح ممکن نہیں ہے۔ عبادات ، شرعیات، اخلاقیات، اور سارے دوسرے کام جو اللہ کے لئے اور عدل و انصاف کی بنیاد پر انجام پاتے ہیں وہ سب اعمال صالحہ میں شامل ہیں۔[۴]

۱۔ هَـٰذَا كِتَابُنَا يَنطِقُ عَلَيْكُم بِالْحَقِّ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنسِخُ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ۔ ترجمہ: یہ ہماری کتاب (نامۂ اعمال) ہے جو حق کے ساتھ بولتی ہے اور ہم اس میں تمہارے اعمال کو برابر لکھوار ہے تھے۔

۲۔ مَّثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ [illegible] شَيْءٍ ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ۔ ترجمہ: جن لوگوں نے اپنے پروردگار کا انکار کیا ان کے اعمال کی مثال اس راکھ کی ہے جسے اندھڑ کے دن کی تند ہوا اڑا لے جائے کہ وہ اپنے حاصل کئے ہوئے پر بھی کوئی اختیار نہ رکھیں گے اور یہی بہت دور تک پھیلی ہوئی گمراہی ہے۔ (سورہ ابراہیم، آیت ۱۸)

۳۔ واژہ شناسی قرآن ، ج ۵، ص ۴۵

۴۔ سنی اور شیعہ دونوں نے رسول خدا (ص) سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: انّما الاعمال بالنّیات.

منابع ومآخذ

قرآن کریم

❖ آرون، ریمون، مراحل اساسی اندیشه در جامعه شناسی، ترجمه باقر پرہام، بی جا: شرکت سہامی انتشار، ۱۳۷۰
❖ آلوسی، سید محمود، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۵۱
❖ استراس، آنسلم، کوربین، جولیت، اصول روش تحقیق کیفی نظریہ مبنایی، ترجمہ محمدی بیوک، پژوہشگاہ علوم انسانی ومطالعات فرہنگی، تہران، ۱۳۸۷
❖ بحرانی، سید ہاشم، البرهان فی تفسیر القرآن، بنیاد بعثت، تہران، ۱۴۱۶
❖ حسن زادہ آملی، حسن، عیون مسائل نفس وشرح آن، انتشارات قیام، قم، ۱۳۸۰
❖ حسن زادہ آملی، انسان وقرآن، انتشارات قیام، قم، ۱۳۸۱
❖ حسن زادہ آملی مآثر آثار، تدوین: داوود صمدی آملی، بی جا
❖ خدایاری فرد، محمد وہمکاران، آمادہ سازی مقیاس دینداری وارزیابی دینداری اقشار مختلف جامعہ ایران، انتشارات دانشگارہ تہران، ۱۳۸۸
❖ دورکیم، امیل، صور بنیانی حیات دینی، ترجمہ باقر پرہام، نشر مرکز، ۱۳۸۳
❖ راغب اصفہانی، حسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، دار العلم، الدار الشامیہ، دمشق، بیروت، ۱۴۱۲
❖ سراج زادہ، سید حسین، پویافر، محمد رضا مقایسہ تجربی سنجہ ہای دینداری، مجلّہ جامعہ شناسی ایران، دورہ ہشتم، ش ۴ ۱۳۸۷
❖ شجاعی زند، علی رضا، مدلی برای سنجش مراتب دینداری در ایران، در جامعہ شناسی ایران، دورہ ششم، ش ۱، ۱۳۸۴
❖ تبار شناسی، تجربہ دینی در مطالعات دینداری، تحقیقات فرہنگی، دورہ دوم، ش ۶، ۱۳۸۸
❖ صدیق سروستانی، رحمت اللہ فرا تحلیل مطالعات انجام شدہ در حوزہ آسیب شناسی اجتماعی در ایران، مطالعات جامعہ شناختی، ش ۱۵
❖ طباطبائی، سید محمد حسین، ترجمہ تفسیر المیزان، ترجمہ محمد باقر موسوی ہمدانی، دفتر جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ قم، ۱۳۷۴
❖ طبرسی، فضل بن حسن، مجمع البیان فی تفسیر القرآن، ناصر خسرو، تہران، ۱۳۷۲
❖ تفسیر جوالجامع، انتشارات دانشگاہ تہران ومدیریت حوزہ علمیہ قم، تہران، ۱۳۷۷
❖ فلیک، اووہ، درآمدی بر تحقیق کیفی، ترجمہ ہادی جلیلی، نشرنی، تہران، ۱۳۸۷
❖ قرشی، سید علی اکبر، واژہ شناسی قرآن، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۳۷۱
❖ مکارم شیرازی، ناصر تفسیر نمونہ، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۳۷۴